جلد ۴ | میرٹھ ۔ ۵ ۔ پنجشنبہ ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۱۷ ہجری مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۹ع | نمبر ۴۳

مقدمۃ الجیش

کبھی کام نہیں پڑا تھا

خدا جانے یہ کیا معاملہ ہے کہ جس گورہ بہادر فوج کی ایسی شہرت ہو رہی تھی کہ تیمور خان چنگیز خان ہلاکو خان سب کو بہادری میں پیچھے ہٹاتی ہے گرفتح فوج کے مقابلے نے اوس کی قلعی کھولدی ۔ ابھی تک جتنے تار موصول ہوئے ان سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ برٹش فوج انگلستان کا نام ڈبو رہی ہے جس قدر تعریفیں کر ڈالی ہیں وہ اونکو بھی خاک میں ملا رہی ہے افسوس صد افسوس ہماری سرکار دو تہائی صرف اونکی آسایش و راحت کیلئے لاکھوں روپیہ خرچ کر ڈالتی ہے اونکی ہر طرح خدمت کرتی ہو خاطر کرتی ہے اونکو چاہئے تھا کر ایسے جوہر دکھاتے کہ تمام یورپ میں اونکی بہادری کا ڈنکا بج جاتا ۔

نفع نقصان برابر

۲۰ اکتوبر کو جو برٹش فوج اور ٹرنسوال فوج میں مقام گلنکو پر معرکہ آرائی ہوئی اوس میں فتح تو ہماری ہی فوج کو ہوئی مگر افسوس فتح کی حقیقت یہ فتح نہیں ہوئی فتح ہوئی ۔ وہ کمبخت ایسے بے تکے پن سے لڑے ۔ اور ایسے اودھم دھند گولے برسائے کہ آپکی قسم ہماری فوج کا جانی نقصان اس قدر ہو گیا کہ تفصیل بیان کرنے سے حضرت روٹر بھی طرح دے گئے ۔ خیر میدان میں تو ہوتا ہی ہے مرد اسی لئے ہوتے ہیں کہ میدان جنگ میں مریں یا ماریں ہماری فوج جرنیل پابر کے فقرہ تو نہیں ہوگئی جو ہمیں دشمن سے کسی طرح کی ندامت حاصل ہو فتح تو ہماری ہی ہوئی ۔ آپ دیکھنا تم کہ ہماری فوج کیسی بہادری دکھاتی ہے ۔ ابھی تو ذرا اسکا ہاتھ پاؤں کھلے ہیں ۔ ہندوستان کی آب ہوا کا اثر دور ہوا ہے ۔ وہ جہاں میدان میں ہو گئے تو دشمن کے ہوش باختہ ہو جائینگے ۔

بہت ہی ہاردی

یہ خدا جانے کیا معاملہ ہے کہ برٹش فوج جی چھوڑ دیتی ہے جب سنو یہی سننے میں آتا ہے کہ ٹرنسوال فوج نے فلاں مقام پر قبضہ کر لیا فلاں پر اپنا جھنڈا جما لیا ۔ ریلوے توڑ ڈالی ۔ تار کاٹ ڈالے ۔ یہ کبھی نہ سنا کہ برٹش فوج نے اونکو پیچھے ہٹا دیا اور اونکے قلعے چھین لئے خوش قسمتی سے اگر کوئی چھوٹی موٹی خبر ایسی ہی تو ساتھ ہی اوس کے یہ سنا کہ ہمارا جانی نقصان بہت کچھ ہو گیا ۔ گورہ فوج تبدیل آب و ہوا کی وجہ سے کہیں مردم کی تو نہیں ہو گئی ۔ ورنہ یہ فوج وہی فوج ہے کہ جو اپنے مقابلہ میں دیسی فوج کو گھاس پھوس کے مانند سمجھتی رہی ۔ اب وہ اوس کی شجاعت اور صاحب بہادری کہاں گئی ۔ اوس سے تو دیسی فوج ہی اچھی رہی کہ سرحد پر جنکو جنرال لاکہارٹ کا نام رکھ لیا اور جسکی بدولت وہ کمانڈر انچیف ہند کے عہدہ پر ممتاز ہو گئے ۔

مارلیا بھئی مارلیا

لریارڈ ابلغلین بجاؤ۔ سواڈیڑھ درجن کی رجمنٹون پر شمشیر الدولہ جنگ بہادر کے نام کی نامزدگی کے بگہور کو تسخیر کرڈالو کہ ہماری بہادر فوج نے ہر اکتوبر کو دو فوج کا منھہ پھیر دیا۔ اور وہ بھی ایک دو کا نہین۔ اکٹھی ۴ ہزار کا گو کہ اونہون نے ہماری ۷۰۰ ہزار فوج پر حملہ کیا تہا مگر فوج اون کے مقابلہ کیلیے اون ہی کے اندازہ کے موافق جنگ کے لئے کھڑی ہوئی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہی۔ مگر اونہون نے فاقہ خوب گولہ باری خوب کی۔ اور وہ ہوئی بھی نہ کہ نے کی۔ مگر ہماری فوجکی بہادری دیکھو کہ وہ گولے کھا کے بھی خاموش بیٹھی رہی۔ اور صرف ہی فوج لڑتی رہی جو اون کے مقابلہ کے لئے تیار ہوئی تہی۔ آخر اوس نے اوسکو مار بھگایا۔ ذری فوج ٹڈی بھر کے ہاتھ مار رہی تہی کہ ہاتھ پاؤن پہول گئے اور آخر اوسکا قدم نہ جمسکا پہر پاؤن دھر کے رفوچکر ہوگئی۔ ہماری فوج نے اسمرقعہ پر ایسی بہادری دکھائی کہ اوس کی تو مین بھی چھین لین۔ مسٹر چیمبرلین تو اس خبر سے پھولے نہ سماتے ہون گے کہ ہماری فوجکا نقصان پر نقصان ہونیسے پارلیمنٹ کے اکثر ممبر کائین کائین کرکے اونکی جان کھا گئے کرتے۔ بجائے مردانگی کے جوش مین آکے خواہ مخواہ بھی گورنمنٹ کا نقصان کرایا اب تو ذرا اون کے آنسو پونچھے ہون گے۔ اور آئندہ کیلیے اُمید بندھی ہوگی۔ مگر یار رہے اتنی فتح سے ہماری تو تسلی نہین ہوئی جب تک ہماری فوج دس بارہ لاکھ ڈچون کو نہین مار ڈالیگی ہمارا دل تو کبھی ٹھنڈا نہین ہوگا۔ ان کمبختون نے ہماری گورنمنٹ کی شان مین گستاخی ہی ایسی کی ہے کہ اگر ہماری گورنمنٹ جوش بہادری مین آکے انکا خط کا خط اون کیا لے تو بھی سزا ہلکی نہین ہوسکتی۔ اونکو تو زندہ زمین مین گاڑ دینا چاہیے۔

زندگی برباد گناہ لازم

یہ عجب طیبہ رحمکا زمانہ آگیا ہے کہ بھلائی کرتے برائی حاصل ہوتی ہے۔ مابدولت نے ڈاکٹر غلام سرور صاحب کو خیر خواہانہ طور پر سمجھایا تھا کہ اگر آپکا ارادہ واقعی مسجد (خدا کے گھر) کے پہلو مین گھوڑون کے طویلہ بنانے کا ارادہ ہے۔ تو براہ حمیت اسلامی اس ارادہ سے باز آجائیے۔ طویلہ کے بدلے کوئی مکان بنوا لیجیے کہ خاطر خواہ کرایہ بھی حصول ہو۔ اور لکھا بھی تہا میان بھائی کے پیرایہ مین۔ اور اپنی حسن ظنی کی وجہ سے یہہ خیال بھی ظاہر کردیا گیا تھا کہ ڈاکٹر صاحب مسلمان ہین۔ خیر خواہ اسلام ہین۔ وہ ضرور ان مضامین کو نیک نیتی سے دیکھین گے۔ اور دیکھنا ہی نہین عمل بھی کرینگے۔ مگر وہ تو خدا جانے کیا سمجھے سچ ہے ع نکوہر کس بقدر ہمت اوست۔ ڈاکٹر جی اور چیز ہے مضمون کا سمجھنا اور چیز کسی شریر النفس کینہ جو۔ حاسد۔ بداندیش کے بہکانے سکھانے سے وہ جوش مین آگئے۔ اور حضور لے انجناب کے ایک نوٹس کھینچ مارا۔ کہ مضامین کی تردید کرو معافی مانگو۔ نہین تو ہم یون کرینگے وُون کرینگے۔ خیر باشد۔ خیر باشد۔ بیٹھے بٹھائے یہ کیا خیال آگیا کہین اوسوقت سکندر کا فتح و حزم پیش ہے تو نہین بدل گیا تہا جو آپ نے آو دیکھا نہ تاؤ جٹ وکیل کی آفس مین پہونچ گئے۔ اور غالباً انہین بازمی تین کا خون کرڈالا۔

آپکے ہوش کدھر مین۔ حواس کہان ہین۔ معافی کون مانگے؟ ہم۔ اور کس سے؟ آپ سے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ ہم تو بس اپنے خدا ہی عزو جل سے گناہونکی معافی چاہتے ہین اور بس اوسکی نظر عنایت ہوگئی تو بیڑا پار ہے۔

حسد حاسد بدذات کے کیا ہوتا ہے

ہمکو بہت تعجب ہے کہ ڈاکٹر غلام سرور صاحب سنجیدہ مزاج۔ معاملہ فہم شخص ہو کے ہمارے نام نوٹس دھر گھسیٹین۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارے کسی بداندیش۔ شریر النفس۔ کینہ جو کے بہکانے اور اکسانے مین آگئے۔ جو اونہون نے مابدولت کے مقابلہ کی ٹھان لی۔ خیر ہمکو خبیث النفس۔ فتنہ انگیز دشمنون سے کوئی اندیشہ نہین۔ ہم نے خدا کے گھر کی حمایت مین مضمون لکھے اور خالصاً لوجہ اللہ لکھے۔ پھر خوف کیسا؟ اور معافی کیسی؟

ہماری یہ سمجھ مین نہین آتا کہ ڈاکٹر صاحب ہمارے کس بات کی معافی چاہتے ہین ہم نے جو کچھ لکھا بغرض خیر خواہی لکھا۔ اور اسی خیال سے لکھا کہ ان کے دل مین اوسکا اثر ہو۔ وہ بہ انصاف کہہ دین کہ اگر ہم مخالفانہ طور پر لکھتے تو کیا اسطرح بیٹھے بیٹھے نقرجون مین ہو یہہ تو وہ بھی اچھی طرح جانتے ہون گے کہ مابدولت نے جس کی مخالفت پر کمر باندھی اوسکے پیچھے اوڑا دئے۔ چین بلوادی۔ ناکون چنے چبوا دئے۔ ہمارا یہ زور قلم جب جولانی پر آتا ہے تو بڑے بڑے نواب راجاؤن کی حقیقت نہین سمجھتا (بشرطیکہ اون سے خود سری یا بدعنوانی ہوجائے) پھر بھلا اون کے مقابل مین انکی ہستی ہی کیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ آجکل ڈاکٹر صاحب کو طاعونی مریضون سے زیادہ سابقہ پڑتا ہے اور خدمت حد سے زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ عجب نہین جو دماغ مین گرمی اور طبیعت مین حرارت اندازہ سے زیادہ بڑھ گئی ہو اگر ہمارا خیال صحیح ہے تو وہ کچھ روز تباس برآنڈ (ابرش ادھم) ہر صبح تیرہ س (۲۰۱ قطرے) کا روزمرہ استعمال کرین پھر ہمارے مضامین کو غور سے پڑھ کر سمجھین کہ کس نیت سے لکھے گئے ہو (باقی آئندہ انشاء اللہ)

واقعی اچھا ہے

اخبار رفیق ہند لاہور جو خیر و خوبی کے ساتھ کچھ مدت تک حوادثات زمانہ کے ادھڑ میں آگیا تھا ۱۴ اکتوبر سے پھر جاری ہوا ہے سالہا سال اخبار کے دوبارہ جاری ہونے کی ایک مہینہ سے دیسی اخباروں میں دھوم تھی۔ اڈیٹر صاحب نے اخبار کو بھی بذریعہ کارڈ اطلاع دیکر خواہش کی تھی کہ اسکی نسبت کچھ ظاہر کیا جائے۔ مگر چونکہ ہم نے اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا تھا اس لئے اڈیٹر صاحب سے برابر طور پر معذرت کردی تھی کہ آپ ہر طرح قابل ہیں آپ کا اخبار سب کچھ ہی سہی پر امتحان بغیر تعریف آپ کا غلام قائل نہیں ہے تملق کسی شیخ و شاب کا سارا زمانہ جانتا ہے کہ بدولت کسی کی رعایت یا لالچ سے کسی کی تعریف کرتے ہیں۔ نہ کسیکی ذاتی نفع کی خاطر کسی کی مذمت۔ اس لئے اخبار کی نسبت ہمنے کچھ رائے ظاہر نہیں کی۔ مگر ہاں اب کرتے ہیں کیونکہ ہم اوسے شروع سے آخر تک دیکھ چکے ہیں۔ اخبار واقعی اچھا ہے بلکہ بہت اچھا ہے۔ تحریر آزادانہ مضامین بیباکانہ اور بہت پرزور۔ فی الحقیقت ایسے اخبار کی سخت ضرورت تھی۔ اور خصوصاً ایسے وقت میں ہمکو امید ہے کہ ہمارے معزز معاصر اپنے وعدوں کو پورا کرینگے بلکہ اُن سے بھی زیادہ ہند کی رفاہیت ثابت کر دکھائینگے۔ اس اخبار کا سالانہ عوام سے ۱۲ روپیہ اور غربا سے [illegible]۔

کمبخت فوج نے یہ غضب کیا کہ ٹرین کا سامان سب لوٹ لاٹ کر انگریزی اخباروں کے جاسوسوں کو بھی پکڑ لیا۔ نامعقولوں نے تو ہمارا نقصان کر دیا۔ مگر یہ کیا ادھیڑبن ہو کر ادھر بچنے کہ وہ کیا کرینگے وہ بیچارے کریں۔ خاکسار ادھر کا ہی خیال رکھا کر انگلستان اور ہندوستان میں اپنے متعلق ہر خبر بھیجی خبر جاتے تھے اور کچھ تانہیں گھٹانے گھٹ جس طرح وہ اگر جے ہو گرنے ابھی درست کر [illegible]

در پردہ پردہ دری

خدا جانے کمبخت نیچریوں کے دماغ میں یہ کونسا کیڑا گھس گیا ہے۔ یا انکی کھوپڑی میں خباثت کوٹ کوٹ کے بھر دی گئی ہے کہ نامعقول ہتھکنڈے سے جہاں تک ان سے اسلام میں رخنہ اندازی سے باز ہی نہیں آتے ایک عرصہ سے انہوں نے اسپر اتفاق کر لیا ہے کہ اسلامی پردہ کی دھجیاں اوڑا دیں۔ چنانچہ ایک عرصہ سے ممتاز حسین اڈیٹر معلم نسواں اس کے متعلق جھک مارا کرتا ہے۔ وہ تو تھا ہی۔ اب ایک ذات شریف پیدا ہوئے ہیں یعنے عبد الحلیم شرر نے مسلمانوں کی عصمت مآب عورتوں کو بے پردہ کرنے اور مثل یورپ میں عورتوں کے انکو بازاروں تماشگاہوں میں ہوا کھلانیکا بیڑا اوٹھالیا ہے۔ پہلے تو انہوں نے کئی ناپاک مضمون اسکی نسبت کھلم کھلا شایع کئے مگر کوئی مسلمان ان کے کہنے میں نہ آیا۔ جس نے ان مضمونوں کو پڑھا۔ آخیر لاحول پڑھی۔ اور شرر پر لعنت بھیجی۔

اب ان ذات شریف نے در پردہ پردہ دری کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ بطرز قصہ پردہ کے عیوب ثابت کر رہے ہیں۔ انہوں نے دیکھا کہ میرا ناولانہ طرز ذرا فضول ہو گیا ہے اس لئے یہ ترکیب انھوں نے نکالی کہ حسب منشا فرضی قصہ ناولانہ رنگ میں اوڑا دیا۔ چنانچہ حال میں ایک ناول "بدر النساء کی مصیبت" کے نام سے شایع ہوا ہے یہ بالکل فرضی ہے (باقی آیندہ)

کسی نے سچ کہا ہے کہ زنگ سب میں جھگڑے کا کوئی نہیں ہو کر پہلے سرحدی قبائل کو موقع تھوڑا ملا ہے اکثر جگہ ہو گئے کہتے ہیں کہ سب کام ابھی کا کیا کرایا ہوا ہارا اگر دنا دن فتح ہوتے گئی تو سب خیر بہار وہ بہکر گزرے کہے کہ ہرن نکہنا ہماری رائے ابھی بھی صحیح اور نہ ہو بھی ہو اور کہیں کہ آیا جو کچھ تھی آنکھ بھی سر تھا۔ وہ ٹھنی گرادی [illegible]

ٹرین پکڑلی

فوج فوج کی لوگ تعریف کرتے ہیں کہ بڑی جنگجو ہے خاک جنگجو ہے۔ وہ تو سرحدیوں کی طرح لٹیری ہے جنگ جو ہے تو مرد میدان بن کر سامنے آئے۔ یہ کیا کہ آگبوٹ لوٹ لیا۔ بے کہے سنے ہرن پر قبضہ کرلیا۔ ریل گاڑیاں لوٹ لیں۔ ہمارے بہادروں کو گرفتار کر لیئے۔ بھلا یہ کوئی بہادروں کے کام ہوتے ہیں۔ ان کا بس یہ شیوہ ہے کہ ٹرٹر مار کر لیجئے۔ پہلے ایک ٹرین پکڑ لی لوٹ لی۔ اور پھر اوپر سے گولے برسائے کہ پاش پاش ہو گئی۔ اس ٹرین میں ہماری بہادر فوج کھچا کھچ بھری تھی۔ وہ تو ٹوپی خیر گذری کہ گولہ ان تک آتے آتے ربڑ کی گیند بن جاتا تھا۔ جس کی وجہ سے ہماری فوج کی تخمیس تک نہ ہوئی۔ ورنہ ایسی گولہ باری میں کیا ٹھکانا تھا۔

خیر ایک یہ گستاخانہ حرکت تو انہوں نے کی ہی ایک اور کر بیٹھے۔ لیڈی سمتھ اور ڈنڈی کے درمیان رسد سے بھری ہوئی جا رہی تھی اوسکو روک لیا۔ اور تمام سامان مچاچان کا مال یا اسباب جہیز سمجھکے اتار لیا۔ اور ایک شاہی افسر اتی اور آدمیوں کو بھی گرفتار کر لیا۔ ٹرین پکڑ لے بھی اوڑا لے گئے۔ مردانگی کہ اسیکا نام ہے؟

خیر جی! وہ نامراد جاتے کہاں ہیں۔ ہماری انگریزی فوج عنقریب ان سے سب سمجھ لیگی۔

اس ہفتہ مرت الشعراء۔ حمایت الشعراء دو مہوار پرچے نگارستان کا ریویو الحمد کیا رکھا تھا۔ ایک صفحہ ایسے مضامین کے لئے ہم جگہ گھیرنی مناسب نہیں لہذا اچھا صفحہ اوسکی نذر کر دیا گیا۔ نامہ نگار آئندہ صفحہ احتیاط رکھیں کرنے لئے مضمون لکھ شعر و سخن کی کمی نہ ہے دلچسپ بلکہ مفید۔ گر طرا سے عام

معرکہ آرائی

رنگ مضمون سے اپنے اے ذوقؔ
زرد رو پنجۂ نگارین ہے

مسٹر بمبئی پنچ بہادر۔ مشفقی تسلیم بعد تعظیم عرض کرتا ہوں
ذرا سا سوال پلیٹ المیں خصلت کی نظر بچا کر قبول
کیجئے گا۔ آجکل خودنمائی۔ خودستائی۔ جدت پسندی کا
مادہ بعض نوآموز طبیعتوں میں کچھ ہر لگائی کے پیٹ
کیطرح کچھ اس ناموزونیت کیساتھ بڑھتا چلا ہے کہ خدا کی پناہ
برا فی بجنے والے کے ڈھول تو قوم تعریف کی دھن سے سر بھی
ڈیڑھ جوب اونچا ہو گیا ہے جسنے انکے پیرو مرشد حضرت
جعفر زٹلی کی روح کو بھی سکتہ میں ڈال دیا ہے۔ چنانچہ
مشاعروں میں اکثر ایسے ایسے زبردست شعر پڑھے جاتے ہیں
کہ جن کے بدبودار تعفن آمیز پہلو دھو بھتی مضامین سے
میاں چرکین علیہ الجمار و والذکر کے دماغ شریف بھی اچھے
ہوئے مطلب کی پیچش ہے کسی پرانے سڑے بجے بیت الخلا
کے کسی کونے یا قدمچہ پا فن نکلنے کیلئے ڈھونڈتے پھرتے ہیں
سچ پوچھئے تو ہمارے شاعر کی جان فصاحت کی روح رواں
بلاغت کی دوکان معنی پروری کے سائبان اکبر م دام ظلہ ان
کے چند اشعار گوہر بار ابدولت بھی ذہن معلیٰ کے پاکٹ بک
میں نوٹ کر لائے ہیں۔ حضرت! آپکو قسم ہے جان فصاحت کے
کاجل کی ڈال مطلع اور لال بیٹ والے شعر کی۔ ذرا غور
کیجئے گا۔ دیکھئے شاعری کسکو کہتے ہیں۔ اشعار آبدار کے جسم پر
معانی کا لباس۔ ماشاء اللہ چشم بد دور خیالات مطلع نے کس
قطع و برید کو بنایا ہے کہ آپ ناک کے کیفیت دل نظر
نہیں آتی۔ خدا بچنوں کی نظر سے بچائے۔ مگر قبلہ داد کے
لئے کمین گل کا زمانہ سمجھکر نظر کی جگہ بنا طلبہ عنایت ہیں
شروع کر دیا۔ مگر بہتر معلوم ہوتا ہے کہ پہلے پنجۂ نگارین کو
اشعار پر ایک سرسری نظر ڈال جائیں اور حسن و قبح اہل
بصیرت کو نمایاں کر کے دکھائیں۔ وہ اہل فضیلت سے دعا ہی

نہیں۔ گو کہ ہوں۔ یہ دوسری بات ہے۔ اسکے نام کی نسبت تو
ناظرین ہمارا اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے۔ اب نظم کیطرف ذرا
توجہ فرمائیے۔ فرماتے ہیں۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار
گوید۔ اس لنبی چوڑی ونبادا کو میف کے اشتہار کا نتیجہ
ملاحظہ کریں۔ شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں سے وصف
ترا اگر کنند ورنہ کنند اہل فضل :: حاجت مشاطہ نیست روئے
دلارام را :: انسان میں سب سے بڑھکر حماقت کی نشانی
اپنے منہ میاں مٹھو بننا ہوتا ہے۔ یہ بات کچھ پوشیدہ نہیں
چنانچہ کسی نے کہا ہے سے ثنائی خود بخود زیبد ہر گز
مرد عاقل را :: چو زن پستان خود مالد حظ نفس کے باید
مطلع۔ مطلع دیہ ۶ سبعہ کر لیتا ہوں جب سامنے تو آتا ہے
انجاد: جناب سید اعجاز حسین صاحب دہلوی بی اے
بلیڈ رمال مقیم دہلی سے میکشی کیلئے جب باغ میں تو آتا ہے
جام بن بنکے حباب لب جو آتا ہے۔ مطلع تو خاصا ہے
لیکن افسوس حباب لب جو۔ کونسی نہر تالاب۔ دریا۔
جوہڑ جھیل کا بنگیا۔ جسکا نشان تک مصرع اولی میں نہیں
صرف باغ کہہ دینے سے نہر وغیرہ وغیرہ ثابت نہیں ہو
سکتی۔ اسلئے بغیر ثبوت ہی۔ جب ثبوت نہیں تو غلط ہے۔
سے کوچۂ یار میں یوں جاتے ہیں عشاق حزیں :: جیسے
تشنہ کوئی بر لب جو آتا ہے۔ حضرت لب تشنہ اردو محاورہ
ہے۔ تشنہ لب تشنہ لبی۔ سنتے تھے۔ یہ نیا لفظ الٹی ترکیب
کا آج معلوم ہوا ہے۔ اس سے تو یوں فرماتے تشنہ لب
جیسے کوئی بر لب جو آتا ہے سے کیا سرسید مرحوم نے ظاہر
سب پر :: نام یوں قوم کے اک مرد نکو آتا ہے۔ واقعی
بزرگوار مرحوم ایسے ہی تھے ہم بھی مانتے ہیں۔ لیکن کیا کی
تقطیع تو کیجئے۔ یوں لکھتے تو یہ شعر ہوتا ہو گیا سید
مرحوم سے ظاہر سب پر۔ آپکا مطلب تو یہی ہے کہ سرسید مرحوم
نے سب پر ظاہر کیا یا کر دیا۔ اب کیا کو دیکھئے کہاں موزوں
رہتا ہے۔ دوسرے تن بجان بر سر لگانا فضول ہوتا ہے۔
طنز ہی ہی ٹھیک ہے جو ہمنے لکھ دیا ہے۔
اثر جناب سید ظفر حسین صاحب خلف الیجناب برہان ...

کے ایسی آنریری مجسٹریٹ تلمیذ آغا شاعر سے وہ افغان
میں نظر غالیہ مو آتا ہے :: اثر اسکا کل مقصود کو خوشبو آتا ہے
مگر افغان کے دو ہوتے ہیں کسکا غالیہ مو نظر آیا۔ یا وہ افغان
خود غالیہ مو بن گیا۔ بھلا بے ثبوت ہے اور دوسرے
اثر کا خوشبو آنا ثابت نہیں ہوتا۔ دونوں مصرع اچھی طرح
نہیں گٹھے سے تھام لو دل کو نہ پھر مجھسے شکایت کرنا ::
پھر مری آہ وہ چمکی وہ عدو آتا ہے :: اس شعر کی آخری
مصرع میں عدو آتا ہے :: برائے وزن بیت بڑھا دیا گیا
ہے جیسے خالق باری میں سے خال تل باشد تلیر ادر غین ::
جیل ہے در گوش کن گفتار ہیں :: اگر ایسا نہیں تو پھر
مری آہ وہ چمکی کے آگے وہ عدو آتا ہے کیا مراد
ہے مطلب یہی ہے کہ پھر مری آہ وہ دیکھو چمکی اس لئے
اپنے دل کو تھام لو مجھسے شکایت نہ کرنا۔ عدو سے کیا مقصد
یا آپ اپنے معشوق کے عدو ہیں۔ یا آہ عدو ہے لیکن
آتا ہے مذکر کے واسطے لیتے ہیں آہ مؤنث ہے یا آہ
تو آپکی چمکی اور وہ عدو کو دیکھکر دل تھام لینا اور مجھسے
شکایت نہ کرنا کیا ہی چسپی کہی گئی ہے۔ آپ شعر کیا کہتے
ہیں فسانۂ آزاد کے خواجہ بدیع الزمان کیطرح تضمین کرتے
ہیں (اللھم زد فزد) کیا مضمون نگاری ہے سے یاد وہ
مجمع بھی ایک نظر دیکھ تو لو :: دید بازی ہی میں یاں
لطف سبو آتا ہے۔ سبحان اللہ کیا شعر ہے۔ اچھے
ساتھ واہ وا کا بھی ڈھیر لیجئے۔ مطلب تو ٹھیک ہے لیکن
دیکھ تو لو کا اشارہ نامعلوم معشوق کیطرف ہے۔ یا
حضرت زاہد یا واعظ یا جناب شیخ جی کس شان میں یا خدا
جانے کون ہیں۔ وہاں برائے بیت تھا تو یہ جیسا ہاں
جان صدقے میرے دست رسا خنجر :: کس کس انداز سے تڑپتا
بجلو آتا ہے :: چشم بد دور کیا شعر کہا ہے۔ دست رسا کے
خنجر کی ترکیب بغور دیکھئے۔ یہاں (سے) مصرع ہو بالکل
اس حسن کی بھرتی بھری گئی ہے۔ یوں پڑھو سے جان
صدقے تری دست رسا خنجر ناز :: کس کس انداز سے تڑپتا مجھ
تک آتا ہے۔ (باقی آئندہ) راقم منشی صمد گلشن بخش ذوق دہلوی

حسن انتظام قحط

جناب پنچ بہادر صاحب! گذارش ہے کہ مزاج شریف۔ یہی تو ہے۔ آپکی مزاج پرسی کی تو ضرورت ہی نہیں۔ کیونکہ آپکو بفضل خدا ہمہ وقت فرح فرماں ہے مرہم پنچ بہادر ہر طرح کی فارغ البالی اور ہر نوع کی خوشنودی حاصل ہے۔ ہاں اگر خرابی ہے تو ہم ایسے بدقسمت بدنصیبوں کی کہ ہماری شامت اعمال کی وجہ سے اللہ جلشانہ نے ممالک متوسط میں کیا بلکہ قریب قریب تمام انڈیا میں قحط کا سامان کر کے اپنے بندوں کو دنیا ہی میں حشر کا نمونہ دکھلا دیا اور کیا عجب ہے کہ امتحان کی نظر سے سال بھر تک اسیطرح تماشا دیکھے۔

ہندوستان کا شاید ہی کوئی حصہ ایسا ہو گا کہ جہاں کہ قحط زدہ رعایا نہ ہو۔ مگر غریب کی زبان پر قحط کا واویلا ہو گا خصوصاً ممالک متوسط کے تمام اضلاع میں ضلع نماڑ کی رعایا بالکل ہی مفلس اور غریب ہے۔ امسال اس کے ضلع ہذا کے خاصکر موضع دیو نامہ پرگنہ کی زمین بالکل ہی ہلکی ہے بارش نہ ہونیکی وجہ سے تمام فصل خشک ہو گئی۔ چونکہ جو کچھ غریبوں کے پاس پونجی تھی اور سال آئندہ کی امید پر تخم ریزی ڈالدی تھی اور اب ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوئے فاقہ پر فاقہ گذار رہے تھے کہ ایسے نفسی نفسی کے وقت میں ہمارے عنایت فرما جناب منشی محمد فضل الکریم صاحب دستگیر حلقہ مہندی (ریاودر) عزیز جناب خانصاحب مولوی محمد اعظم الرحیم صاحب تحصیلدار رحلی خلف جناب قبلہ معظم و کعبہ مکرم حضرت مولوی محمد عبدالرحیم صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر مشہور بمبئی نے بتوسط جناب آغا رستم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر و جناب صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ بہادر ضلع نماڑ اپنے علاقہ کے مواضعات کی رعایا کیلئے حد درجہ کی محنت و جانفشانی کر کے اسطرح کا معقول انتظام فرمایا ہے کہ تمام رعایا علاقہ موضع شب و روز دست بدعا ہے۔ کیونکہ علاوہ سرکاری انتظام کے اپنے جیب خاص سے بھی غربا کی امداد فرماتے ہیں۔ ہمیں شک نہیں کہ ہمارے مہربان بیدار مغز حکام ضلع ہذا نے حد درجہ کی عنایت فرمائی ہے کہ آپ کو تحصیل کر کے انکی تقرری تخفیف عوام علاوہ خدمت خاص کے ہمیں لطیف کے کام نہ ہیں ہی مدد دیں گے کیلئے حکم نافذ فرمایا ہے ہمارے حکام ضلع لوگوں اور ہی غریبی و مفلسی پر لحاظ فرما کر کھنڈوہ علاقہ کی رعایا کی پرورش کے انتظام کیلئے بھی کوئی ایسا ہی جفاکش رحمدل ایماندار حاکم انتخاب فرما کر مقرر فرماینگے تو یہاں کی رعایا بھی تا زیست ضرور دعائے خیر سے یاد کریگی۔

راقم قدرشناس از کھنڈوہ ضلع نماڑ

غزل دافع الفکر والبلا

جناب بیبی بمبئی پنچ بہادر وزیر بہادر۔ بیباک وقائع نگار پنچ ناظم و نثار۔ نقال افواج انگلشیہ غیر مزار۔ زمانہ حال کے مودرن کے جدو دستار۔ عرق نانا کے آچار۔ گلشن بہار۔ شوخ و ظرافت کی پچکاری۔ بمبئی کی بیزار۔ مرچین کے روزنگار۔ رونق بخش جنبہ ہائے مرت الشعر کے اشعار۔ بجلی کر تبلی دار معشوقوں کیطرح صادق الاقرار۔ اخبارات ہند کے سردار۔ زمانہ بیری کے بار بردار۔ عالمگیر صدے کے تقارہ۔ ٹرکوں کی توپ۔ اصفہان کی تلوار۔ نزول بلا کی یلغار۔ شتزی کے تجار سمت چین کے آثار۔ مسلمانوں کے اوتار۔ روسی گورنمنٹ کے اعتبار۔ صوفی آفتاب اسوار الایمان دہلی کے افتخار۔ کسوم کے خضاب۔ آوڈٹ آفس کے ہوشیار عشاق کے انتظار۔ مشتق کانگریس کے دربار۔ چھپکلے شیریں کے رخسار۔ لاہور کے شالا مار۔ کابلی قوم کے شلوار۔ ملک سخن کے شہریار۔ بیباک کے غمخوار۔ فریدوں کے گاز سائک کی مقدار۔ قطب صاحب کی منار۔ ضاعف اجلالہٗ

شوق ملاقات کے بعد گذارش ہے کہ باعث تحریر عریضہ ہذا قحط کا ذکر ہے۔ اناج کا فکر ہے۔ جگر پاش پاش ہے۔ دل درد کا مسکن نہ اناج ہے نہ گھاس ہے۔ شب و روز بڑا درد سر ہے۔ روز روٹی کی تلاش ہے۔ عنوس گور کا پھول ہے۔ ہر محکمہ میں ہر نعمت میں مسلمان پر مرا دلفلک قول ہے۔ ہر قوم باسرو سامان ہے۔ مسلمان کا اللہ نگہبان ہے۔ اقبال اس قوم کا الٹ کر الٹا ہو گیا ہے۔ افلاس میں مسلمان مبتلا ہو گیا ہے۔ ریلوے ہوں ڈاکخانہ ہوں محکمہ پاجاتہ تحصیل و شفاخانہ میں جنگی ہیں اور شفاخانہ ہیں۔ جہاں دیکھو سفارش کا زور ہے۔ غیر قوم کو مدد دیتی ہے مگر مسلمان مسلمان سے جلتا ہے۔ عجب یہ ماجرا ہے اپنا بیگانہ ہے۔ جہاں سفارش کا دخل نہیں وہاں اُسی بات کی رٹ ہے۔ جو آپکے من میں ہے میرے گھٹ میں ہے جس بیکار مسلمان کو دیکھو بیچارا بہت سی مایوس چلی آتی ہیں کیوں میری دعائیں ؛ کیا باب اجابت پر بھی دربان نظر آئے ؛ دانت گھس گھس کر جھڑنے والے تھے کہ مادولت کی دعا نے اثر دکھلایا۔ یعنی ریلیف ورکس یعنے قحط کا امدادی کام ریواڑی میں شروع ہو گیا کیوں نہ ہو۔ شاباش ہی ہمکو کس قدر میری دعا ہے تیز دست ؛ عرش پر جا کر اجابت ہو گئی ؛ اب حالت شوق میں طبیعت کو اپنی ہی غزل یاد آگئی پڑھکر خوش کرتے ہیں۔ جناب غزل کیا ہے۔ دافع الفکر والبلا ہے۔ فصاحت۔ بلاغت۔ حماقت۔ لیاقت۔ شرافت۔ نجابت متانت۔ نجاست۔ ظرافت لطافت۔ طراوت جسارت۔ جسامت۔ بلادت۔ جہالت۔ عداوت۔ حلاوت۔ بطالت لسانت۔ بشارت۔ بشاشت۔ بصارت۔ بکارت۔ ہلاکت تجارت۔ حماقت عزت حصافت۔ حقارت۔ خجالت دباغت۔ ذلالت۔ رفاقت۔ رقابت۔ سخاوت سخافت۔ سیادت۔ شقاوت۔ طہارت۔ فخامت۔ طلاقت شرارت۔ کثافت۔ کرامت۔ کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ گو مکنون بہ مضمون ہے۔ دریا کا مضمون ہے۔ قریب مسکون ہے۔ بمبئی کی وبا اور طاعون ہے۔ گردش گردون ہے۔ مالوہ کی افیون ہے۔ آموزگار افلاطون ہے۔ لیجئے سن لیجئے نکتہ چینی نہ کیجئے۔ عقل کو دوڑائیے۔ پلاؤ کا لقمہ لگائیے

غزل

یکتا ہے دہر ہم بھی ہیں اپنے کمال میں
بے مثل آپ گر ہو کے حسن و جمال میں
کیا کیا ہی لطف دیتے ہیں تکرار وصال میں
ایمان ڈگمگاتا ہے ایسے ہی حال میں
انسان ہے یا کوئی پری مہ جبین جان جان
دل سے کر دوں ہی لینے لگے جسکی بال میں

شاید جب بنانے لگا وہ ستم شعار
گھڑیاں لاکھوں پھنس گئے زلفوں کے جال میں

بچہ ہے اور رہی ہیں بیاہ کیوں بیاہیاں
کچھ آج تو ضرور رہی کا ایسے وال میں

بنگالی گرد کھائی ہے۔ نظر نہیں
جو ہر دکھاؤ تیغ کے تو اس سوال میں

بنگالی گر تیغ کم نہیں بچھو کے ڈنک سے
کانٹا سا چند بار چبھا تھا وصال میں

ملنا ہی کیا گراں ہوا ہر چیز ہے گراں
ارزاں حسین ہوگئے دیکھا یہ کال میں

رزق ہے خشک میں ترے عاشق کی زبان
اپنے ہی منہ میں جیسے لکڑی کی نال میں

پھرتے ہیں مارے مارے مرلی ہی کی طرح
کیڑے مکوڑے پھرتے ہیں جوں جنگال میں

سکان بیکانیر اور سود وجود ہیں
ریواڑی آگرہ کے آتے ہیں پنچ کے کال میں

وسکی براڈی ہند میں بھی مہنگی ہو گئی
لاؤ دوست جاکے بسیں پرتگال میں

ملتا نہیں بغیر سفارش کے روزگار
پھر آئے شرق و غرب و جنوب و شمال میں

الراقم

دہلی زندہ دل [illegible]

گولی قحط غضب کی طاعون آفت
ہاتھ میں پیر فلک کے ہے دو نالی بندوق

فصاحت کے ستارے پنچ۔ بلاغت کے تارے پنچ [illegible] کے اور ہمارے پنچ۔ [illegible] کے پیارے پنچ جو ہر [illegible] کی تسلیم و رہا [illegible] قبول فرمائیے اور جب کچھ فرصت ملے ہو جائے۔ ہمارا [illegible] داستان جو کہنے کے قابل نہیں مگر سننے کے قابل ہے گوش ہوش سے سماعت فرمائیں

اب وہ پہلا مرقعہ نہیں رہا کہ قلندر ان یہ سبحان اللہ [illegible] خواہ مخواہ در دولت پر کھڑے ہو کر اچھی ہوت۔ مبارک ہوت۔ فلان ہوت۔ فلان ہوت کی جنہیں مانتے تھے اور ایک دو معہ قبیلہ شریف [illegible] کو بٹھا کر مضامینی [illegible] سے بیعت کر لیتے تھے اور اب تو وہ دن گئے کہ خلیل گلستان سخن گوئی و رہنمای حضرت قبلہ کعبہ سعدی شیرازی کا شعر اوراق بوستان سے اچھل کود کر رہا ہے کیا؟ مجھ یاد نہیں۔ شاید بوستان جانتے ہی ہضم فی الدرک ہو گیا۔ سنتے ہیں ہم سنتے ہیں سہ چنان قحط سالی شد اندر دمشق کہ یاران فراموش کردند عشق بود مطابق حال ہے۔ اگرچہ ماضی ہے حضرت کا دور دورہ زمانہ نچیئے ایڑیاں رگڑ رہا ہے۔ نان جوین جھگڑ رہا ہے۔ یخچہ اجل کے شکنجہ میں جکڑ رہا ہے۔ بیچارے طاعون سے [illegible] کر لیا اور دنیا [illegible] رہے ہیں کہ رحمہم اللہ۔ بناش الاولی۔ قحط کی [illegible] طاعون کی ہمیشہ [illegible] استحاص کا غم و الم [illegible] سے جا مارہا اگرچہ حضرت کی کارستانیاں بھی زخم خوردہ دلوں پر بجلی کی تیر ہو گئی ہیں جسکا [illegible] حال میں مٹ جانا ممکن ہے کیونکہ اس مرض موذی سے انہوں جن مصائب تکالیف کا اہل [illegible] کو سامنا پڑا۔ اور دیکھا اگر ذکر کیا جائے تو ہوش و حواس کالبد انسانی کو چھوڑ کر خدا جانے کہاں پرواز کر جاتے ہیں۔ شہر کے کل مکانات جنہیں چند ہی شاذ و نادر ہوں۔ اپنے مکینوں کے نامہربان دیوار(?) کے ہم آواز ہو کر فاتحہ پڑھ رہے ہیں۔ خانہ بربادی جنگل آبادی کا طریقہ ایسا نکلا کہ ہر باغ و ہر گلشن گنج شہیدان بن گیا ہے۔ اور تعجب نہیں جو ہاتھ کے ساتھ الثانی سر بعد گھر [illegible] کے برآمد ہوں خیر ظرافت کا وقت نہیں ورنہ ہم کچھ کسر نہ کرتے۔ رگ رگ کی گریہ وزاری سے ندی نالے بن گئے ہوتے۔ اگر کل رونے والوں کے آنسو کا اجتماع ایک ہی مقررہ پر ہوتا۔ بیٹا باپ کے لیے رو رہا ہے باپ بھائی کے لیے پیٹتا ہے۔ جورو شوہر کے [illegible] صبح

شام ہر بار [illegible] لگا رہا ہے۔ بوڑھی ماں اکلوتی ایک بالکہ لڑکی کے لیے جگر تھام آنسو بہا رہی ہے۔ مرگئے سو حق ہو گئے۔ زندوں کی جان پر وبال ڈال گئے۔ کسی کی گود میں مریض کا سر [illegible] کی اندر دھنسی ہوئی آنکھوں کیساتھ گنبد کی طرح ابل رہا ہے گویا کچھ کہنا چاہتا ہے مگر کہہ نہیں سکتا۔ تاب و توان ندارد۔ زبان ندارد دہان ندارد۔ بیان ندارد دو شش کا [illegible] اثبات ندارد۔ اور چند منٹ میں تقی کا اظہار بھی ندارد ہو جائیگا ایلو وجود ندارد ہو گیا۔ شمع کی یہ حالت ہو کہ نوجوان مریضوں کے آتشین چہرے پر معشوقیت کے رنگ [illegible] میلے کپڑے اوڑھا کر عاشقیت کے لباس میں پردہ داری شکستہ ہو رہی ہے۔ دو گھڑی سکتے کھانے والے چراغ کی آنکھیں چشم غافوں سے جہاں تک جہاں تک جھپکتی ہوئی نظروں سے جستجو سے [illegible] خود کو دیکھ رہی ہے کہیں کوئی اپنے عزیز و اقارب کی [illegible] تین اموات کی حکایت بیان کرتا ہو تو [illegible] سنبھلنے والا سینہ پکڑ کر وہیں کھڑا ہو جاتا ہے اور دبی آواز سے متوحش الفاظ میں اپنا دکھڑا رو کر جلتے پر تیل ڈال جاتا ہے۔ الغرض کہاں تک بیان کیا جائے کل یوم الحشر کے الفاظ [illegible] قبول کرنے پڑتے ہیں۔ ہر محلے کے گرد آلودہ رستے اپنے قدیمی ہمدردوں کے قدم سر پر اٹھانے کیلئے خاک بسر موجود و مستعد ہیں۔ لیکن افسوس ان بھولے راہگیروں نے ایسا دور دراز کا سفر اختیار کیا ہے کہ بایں نقش قدم پڑ رہا جا بیٹھے ہیں۔ [illegible] اطلس کے رقعے نقاروں پر چسپاں ہیں مگر نقش معظم کی تاثیر [illegible] کے آگے سر بگریبان ہے۔ جنگل والوں کا وہ خیال لکڑی پانی کیلئے برہنہ پا و برہنہ سر صفا [illegible] کے میدان [illegible] کر رہے ہیں۔ قسمت سے کچھ مل گیا تو فبہا نہیں تو صوفیان نفس کش کی طرح دو دن کی روزہ ساکھی پر قناعت کا ڈنڈا رکھ دیا اور لگے [illegible]

لے حضور نرخ بیاریت ناظرین انگریم کا مقام ہے
ہر ایک چیز گران ہے جب سے دال کا بھاو معلوم ہوا
ہے۔ بجرہ گران ہے۔ برنج گران ہے گندم گران ہے
عبد سیاہ فوجدار بعطیا ہو طیا کا کیا پوچھنا بسطے
قیمت روز روز شب گران ہے۔ فرح وطرب گران
ہے نرخ گران ہے۔ ملاقات گران ہے حکایات
گران ہے۔ باتیں گران۔ راتیں گران۔ یار اغیار گران
اغیار گران۔ غرباء گران۔ میں تو گران بلکہ سر گران

راقم

بشیر احمد نقوی۔ گلشن آبادی۔

حضور پنچ اودگہر نہ ہیں۔ جلدی خبر لیجئے ہے۔
ابھی خبر آئی ہے کہ کئی دن ہوئے ہیں۔ دو چار نامہ دریافت
ہوئے ہیں مگر تصدیق ابھی نہیں کی ہے اگر یہ
ہے تو بیشہ نازک کمر اداء ناز پانی بہرتی ہوئی
نظر پڑتی ہیں۔ فرمانبردار کے خرامی پر پانی کٹوری دو دو بل
لیجاتی ہیں اور وہ کس طرح سے راگنی گاتی جاتی ہیں زبان میں
مالاتی ہیں کہ انسان کو اپنا دل تھامنا مشکل ہو جاتا ہے عام
کے تھیٹے چوگان کے اندر بڑی بڑی نازک لیڈیاں شاہی
خاندان کے لڑکوں کے ساتھ گیند بلا کھیلتی ہیں اور
اس طرف بڑے بڑے جنٹلمین فٹ بال کھیلتے ہیں۔
بابو ارجن سنگھ صاحب تیس نامن کی گیند بازی میں مشہور
ہے۔ شاہی خاندان کے مکانات ملاحظہ کیجئے۔
ٹیکا صاحب کی تعلیم دیکھئے انگریزی اردو دونوں پڑھتے
ہیں۔ دس گیارہ برس کی عمر ہے شادی نہیں ہوئی ہے
مہاراجہ صاحب بہادر بڑے سلیم الطبع اور لائق جرنیل
تجربہ کار راجہ ہیں۔ غلام محی الدین کشمیری کی تعریف
میں کچھ نہیں کر سکتا۔ مہاراجہ صاحب ہی کریں تو کریں۔ میں
تو ایسے ذلیل شخص کا نام بھی لینا نہیں چاہتا۔ مہاراجہ
صاحب نے اپنے یہاں کر لہو کا کارخانہ بہت بڑا اجرا کیا ہے جسکا
تذکرہ بہت زمانہ ہو گیا ہے یہ جس کارخانہ کی
آمدنی تخمیناً سال بھر میں دو ڈیڑھ لاکھ کی ہو جاتی ہوگی اور
یہ کارخانہ تمام ہندوستان میں مشہور ہے۔ اس کارخانہ
کے اندر ہزار بارہ سو آدمی کام کرتے ہیں مستری وغیرہ
کی تنخواہیں دس روپیہ سے پچاس روپیہ تک ہے بعض اہل
دفتر کی بھی تنخواہ سو روپیہ سے ایکہزار روپیہ تک ہے مسٹر
الف آر جوان صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ انجنیر ولایت کے
مشہور انجنیر ہیں۔ صاحب موصوف نے اس کارخانہ کو
بہت کچھ ترقی دی ہے ریاست پٹیالہ کو بھی کو نامی ہے کے
رئیسوں سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ انتظام دفتر کیسا ہی
کابت اچھا ہے۔ (باقی آئندہ)

راقم

شیخ زین الدین آفت انسپکٹ نامن۔

قیامت کی ٹھہر گئی

اڈیٹر صاحب پنچ بسلسلہ تعلیم کے نزدیک نامہ بارش کرنا ہو تو قبول
فرمائیے۔ صاحبان ناظرین کو یاد ہوگا کہ سنہ ۱۸۹۶ء مطابق
سمت ۱۹۵۳ بکرماجیت میں جو قحط کے آثار نمودار ہوئے تو ہزاروں
بشر مارے بھوک کے مرنے لگے اور نرخ غلہ بہانتک گراں ہوا
کہ فصل کے مطابق ہر چند روپیہ غلہ کا وصول ہوا مگر تمام
بہار وہ قحط خاص خاص ملک میں تھا ہر جگہ نہ تھا اس سال
میں جب نرخ غلہ بہت گران ہو گیا۔ تو یہ افواہ مشہور ہوئی تھی
کہ سمت ۱۹۵۶ مطابق ۱۸۹۹ء میں جو ستارہ دیکھا گیا ہے
اسکے اسی میں ہے تو دنیا میں بھی غلہ بہت گران ہو جائیگا۔ اور
کچھ آبادیاں بھی ضرور ہوگا۔ خیر سمت ۱۹۵۵ میں جو غلہ ارزاں ہوا
تو اس سال کا خوف قطعی دل میں نہ تھا۔ اس سال میں بھی جو فصل
ربیع ہونے کے بعد نرخ گندم وغیرہ ارزاں ہوا۔ اور ماہ ہاڑ
بارش کامل ہوئی کہ کوئی یوم خالی از باران نہ تھا تو یقین
کامل ہوا کہ یہ سال بہت عمدہ رہیگا کسیطرح کا خطرہ پیش نہ آئیگا
مگر خدا کو منظور تھا کہ سال عمدہ ہو۔ ماہ ساون سے جو بارش
نے برسنے سے عذر کیا تو غلہ گران ہونا شروع ہوا۔ ستمبر تک ماہ
بھادوں میں دو دفعہ ہو گئی اور ماہ کوار میں بھی خالی گئے ہو گئے
اور بارش نے قطعی انکار کر لیا آج تک ایک قطرہ بھی بارش
نہیں ہوئی۔ اگر کوئی بادل کسیوقت آسمان پر نظر آتا ہے تو خلقت
اسکو مثل ہلال عید دیکھتی ہے اور امید کرتی ہے کہ بارش ہوگی مگر بارش
کیوں ہونی تھی کہ تاریخ ۱۷ اکتوبر کو بھی بجلی آسمان ہو کر دفع
ہو گیا اور جب کبھی کوئی بادل ہوتا ہے تو وہ بھی اڑ جاتا ہے بس نظارہ
معلوم ہوتا ہے کہ قیامت آگئی مگر قیامت ابھی نہیں ہو سکتی
کیونکہ ابھی کسی بزرگ کا قول نہیں ہوا ورنہ کہیں قیامت کا
ہونا وہ بیساکھ تر قرآن وغیرہ میں ہے یہ خیال کیا جاتا ہے
کہ سمت ۱۹۵۶ بھی ناقص ہو گیا۔ فصل ربیع کی قطعی کاشت نہیں
صرف نہروں پر جہاں پانی ملتا ہے بوئی جائیگی سو دوسری
کی فصل پر کچھ کو کام نہیں ہے لیکن پھر بھی بارش کی
ضرورت ہوگی۔ اگر اب بارش تھوڑے عرصہ میں نہ ہوئی تو
قیامت ہے۔ اور اس سے زیادہ کیا قیامت ہوگی۔ باشندگان
ملک مارواڑ بوجہ نہ ملنے غلہ اور پانی کے اپنے اپنے مویشیان
بہت ارزاں قیمت پر فروخت کر کے اور اپنے اپنے جھونپڑے
کو چھوڑ چھوڑ کے اس دوآب میں آنکلے ہیں کہ بیچارے
اور محلوں میں گداگری کر کے اوقات بسری کر رہے
ہیں۔ انکی ایسی نازک حالتیں دیکھ کر بیکر رحم
آتا ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہوتا ہے انکے ساتھ
سلوک کیا جاتا ہے مگر یہ سلوک کہاں تک کیا جائیگا کہ ادھر
بھی قحط کی صورت معلوم ہوگی اور روز بروز ترقی پر ہے
کیونکہ بارش تین مہینہ سے ایک قطرہ بھی نہیں ہوئی وجہ
اسکے کہ یہ ملک زرخیز ہے ابھی تک قحط کم معلوم ہوتا ہے
پس جب پانی بارش نہ ہوئی تو یہی مثل اور ملکوں کی ہو جائیگا
اور یہ قحط تمام جگہ ہے

خداوند کریم اپنا فضل و کرم کر کے
تمام جگہ ایک بارش کرے تو ہر جگہ امن امان
قائم ہو جائے اور بیچارے قحط زدہ فاقہ کشی
سے نجات پائیں۔

راقم

شیخ زین الدین آفت۔ بڑوت ضلع مظفرنگر

جاسوسونکی رپورٹین

لندن ۱۵ اکتوبر: - جنگ ٹرانسوال کی نہایت وقت سے میدان جنگ کی خبرین بڑی دقت سے وصول ہوتی ہین اور وہ بھی کم!

لندن ۱۰ اکتوبر: - رائٹر کے ایجنٹ نے رپورٹ کی ایک معمولی مقام بورڈس پر ڈچ فوج نے بڑی آسانی کیساتھ قبضہ کرلیا اور موضع کیورسٹیشن کی ریلوے اور ٹیلیگراف کو توڑ پھوڑ کے برباد کردیا۔ عنقریب تمام بیکار کھا ہے!

لندن ۱۵ اکتوبر: - موڈر ریور اور کمبرلے کے درمیان ڈچ فوج اور انگریزی فوج کا سخت مقابلہ ہوا۔ ڈچ فوج نے دو جانب سے آکر ریل گرادیا اور شہر کے اندر گھس گئی (اللہ ہی نے تو دیا)

لندن ۱۵ اکتوبر: - کل ڈچ فوج کے چند سپاہی جنگی برٹش کیمپ واقع کلنگ کے سرحد پر چند دنوں سے خیمے کے ہوئے مصلحت وقت سمجھکر یہان سب سپاہی دم مارے پڑے رہے اور کسی کو خبر کا کسی نے جواب نہین دیا۔ ڈچ فوج نے بہت نقصان پہونچانے کے واسطے واپس چلی گئی (خوب بچے!)

لندن ۱۵ اکتوبر: - جنگی آفس نے یہ رپورٹ مشتہر کیا ہے کہ ڈچ فوج نے مقام میفکنگ پر حملہ کیا۔ مگر برٹش فوج نے گولہ باری کرکے اون کے دانت کھٹے اور ہٹا دئے۔ پھر ڈچ فوج کو جلد پسپا ہونا پڑا۔

لندن ۱۵ اکتوبر: - ڈچ فوج نے جس فوجی ٹرین کو پٹری پر سے اوتار دیا تھا۔ اور اوسپر گولے برسائے تھے اوس سے ٹرین کے ٹکڑے ٹکڑے اوڑ گئے مگر برٹش سپاہی ایک بھی ضائع نہوا (تعجب ہزار تعجب!)

لندن ۱۶ اکتوبر: - ڈچ فوج نے وہ کولان ہین مین مورچہ بندی بہت مضبوطی سے کرلی ہے اور فوج کی تعداد بھی وہان معقول ہے۔ سب سامان رسد بڑی سرعت سے اکٹھا کرتے ہین جو ہتھیار ہمراہ ہین [illegible] استحکام کیغاطت اور مضبوطی کیلئے بہت کچھ بندوبست کیا ہے۔

لندن ۱۶ اکتوبر: - فاشودا والے جنرل مارچنڈ نے اپنے وقت والا کارنامہ دکھانا چاہا۔ اور اپنے گورنمنٹ فرانس سے درخواست کی ہے کہ مجھے ٹرانسوال کو مدد دینے کی اجازت دیجائے۔ گورنمنٹ فرانس نے نہ تو اجازت دی اور نہ صاف انکار کیا۔ دبی زبان سے جنرل مارچنڈ کو نصیحت کی ہے کہ اس خیال کو اپنے دل سے دور کردو تو بہتر ہے۔ (خواہ مخواہ کیون کسی کے پھٹے مین پاؤن ڈالتے ہو۔)

لندن ۱۶ اکتوبر: - ڈچ فوج نے کیسل کیطرف روانہ ہوئی۔ اوس نے کئی چھوٹے چھوٹے قصبے تاراج کرلئے اور کلنگ کے قریب مقام [illegible] پر قبضہ کرلیا مقام ممنوع اور دوا ایسی پر بھی ڈچ فوج ہی قابض ہین۔

لندن ۱۶ اکتوبر: - ڈربن [illegible] سے ۵ میل کے فاصلے پر [illegible] کی ایک پولیس چوکی پر ڈچ فوج نے قبضہ کرلیا

لندن ۱۶ اکتوبر: - مقام سپٹر فونٹین پر برٹش فوجکا ڈچ فوج سے کھلے میدان مقابلہ کیا۔ چار پانچ گھنٹے لڑائی رہی۔ برٹش فوج کے کسی سپاہی کا تو ذرہ بھی نہین بگڑا ان ڈچ فوج کے ۹ سپاہی جان سے مارے گئے اور ۸ زخمی کر ڈالے گئے (بس اللہ کیا چاہئے!)

لندن ۱۷ اکتوبر: - سپٹر فونٹین پر جو ڈچ فوج سے مقابلہ ہوا تھا اوسمین ڈچ فوج نے گولیون کی بوچھاڑ کردی اور گولون کا مینہ برسا رہا تھا۔ ایک فیر بھی کارگر نہوا۔ اب معلوم ہوا کہ اونکی بارود بہت خراب ہے (اسپر یہ قیامت!)

لندن ۱۷ اکتوبر: - ٹرانسوال کی جنوبی سرحد پر جو ڈچ فوج نے ریلوے لائن برباد کردی تھی اوسکی مرمت کے لئے ایک مسلح جماعت بھیجی گئی۔ راہ مین ڈچ فوج سے مقابلہ ہوگیا۔ دشمنون کا ایک سپاہی مقتول اور مجروح ہوسکے۔ آگے چلکر پھر مقابلہ ہوا اوسمین برٹش فوج کے ۹ سپاہی مارے گئے۔

۱۳ تاریخ کو مقام میفکنگ پر ڈچ فوج دن بھر گولہ باری قلعہ کا محاصرہ کئے رہی اور آس پاس کی ریلون کو بہت نقصان پہونچایا آخرکار برٹش فوج مقابلہ کو نکلی اور پہلے حملہ مین اوسکو پسپا کرکے ۱۵۰ دشمن مار ڈالے مگر اسپر بھی ڈچ اپنی شرارت سے باز نہ آئی۔ رات کو کسی جگہ سے ریلوے لائن اکھاڑ ڈالی اور تار بھی کاٹے۔

لندن ۱۶ اکتوبر: - آج صبح تڑکے ہی ڈچ کے ۱۲ ہزار سپاہیون نے پرجوش حملہ کیا۔ اطراف کی پہاڑ پوشیدہ برٹش کیمپ پر گولہ برسائے۔ برٹش فوج اور [illegible] ہوئی اور پیادہ فوج مقابلہ کو میدان مین نکلی ڈیڑھ گھنٹہ دھوان دھار جنگ رہی۔ برٹش فوج نے اونکی کئی مورچون اور توپون پر قبضہ [illegible] ڈچ فوج کا سخت نقصان ہوا اور دشمن کو پسپا کردیا مگر برٹش سپاہی کثرت سے مارے گئے اور [illegible] ماتم برٹش فوج کی خوشی غالب نہین آسکتی (ہائی افسوس)

لندن ۱۶ اکتوبر: - [illegible] اور [illegible] کے درمیان ایک برٹش ٹرین سامان [illegible] دشمن نے روک کر گرفتار [illegible] اسی ٹرین مین [illegible] فوجکا افسر اور اخبار [illegible] رپورٹر بھی تھے سبکو گرفتار کرلیا۔ اوسکے [illegible] ڈچ فوج نے [illegible] پر قبضہ کرلیا ہے

طالع کی شکار

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۵/	۱۷	۱۷	۱۰۴
۱۶/	۱۸	۱۳	۱۱۹
۱۷/	۲۲	۱۹	۱۲۴
۱۸/	۲۹	۱۴	۱۲۰
۱۹/	۱۳	۱۴	۱۱۱
۲۰/	۱۵	۷	۱۰۰
۲۱/	۱۵	۱۷	۱۲۲

مطبع حمیدی واقع بمبئی بھنڈی بازار مین حکیم محمد عبدالحمید فرخ دہلوی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا